لئے لکھ رہے ہیں کہ ہم ان مذاکرات کی ناکامی پر اطمینان کا اظہار کریں کیونکہ آج تک عالم کفر اور خصوصاً امریکہ کے زیر اہتمام جہاں بھی مسلمانوں اور دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان مذاکرات ہوئے ہیں تو نقصان اور خسارے میں صرف مسلمان ہی رہے ہیں۔ اس بار بھی امریکہ نے بھرپور دباؤ ڈالا کہ فلسطینی عوام القدس شریف سے مکمل دستبرداری کا اعلان کر دیں اور اسرائیلی فیصلوں اور اسکے بنائے گئے ناقابل تصور ظالمانہ نقشے کو مان لیں۔ لیکن الحمدللہ کہ عالم اسلام، فلسطینی عوام اور خصوصاً تحریک حماس کے زبردست دباؤ کے پیش نظر فلسطینی محدود علاقے کے "خود مختار" "صدر" یاسر عرفات نے اسرائیل اور امریکہ کی مرضی بامر مجبوری نہیں مانی۔ ورنہ اس سے پہلے اسی کیمپ ڈیوڈ کے شہر میں کئے گئے معاہدوں اور دیگر مذاکرات کے نتیجہ میں ہمیشہ یاسر عرفات نے صیہونی مفادات کو فوقیت دی ہے۔ مذاکرات کی ناکامی کے بعد یاسر عرفات نے ایک بار پھر دھمکی دی ہے کہ ستمبر میں آزاد فلسطینی ریاست کا اعلان کیا جائے گا۔ گو کہ اس سے قبل بھی انہوں نے کئی مرتبہ اس کا اعلان کرنا چاہا لیکن ہر بار امریکی لالچ اور اس کی وفاداری نے ایسا کرنے سے انہیں روکے رکھا۔ اس بار تو عالم اسلام کی اکثریت نے اس کی منظوری کا عندیہ بھی دے دیا ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ اس بار یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے؟

لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ امر امریکہ سمیت پوری دنیا پر واضح کر دینا چاہیے کہ عالم اسلام کسی بھی صورت میں القدس کی عظمت اس کی مذہبی، تاریخی، تمدنی اور جغرافیائی حیثیتوں سے دستبردار نہیں ہوگا۔ چاہے اس کے لئے اسے کتنا ہی نقصان اٹھانا پڑے۔ لیکن اول و آخر القدس مسلمانوں اور فلسطینیوں کا ہی ہے۔

....

آمر حافظ الاسد کی موت اور ان کے بیٹے بشار الاسد کی ریفرنڈم میں جیت

خاندانی اقتدار عالم عرب کے سیاسی اور مذہبی انحطاط کی اصل علت

کچھ عرصہ قبل شام کے مطلق العنان تیس برس سے قابض حکمران حافظ الاسد کا انتقال ہوا۔ حافظ الاسد بھی عالم اسلام کے ان حکمرانوں میں سے تھے جنہوں نے اسلام اور مذہبی حلقوں کی بیخ کنی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور سرزمین اسلام میں ہی اسلام کو قیدی بنائے رکھا۔ تیس برس کے طویل عرصے میں کتنے ہی بے گناہ ہم وطن، ہم نسل، علماء، فضلاء، ادباء اور سیاسی مخالفین کو اقتدار کی قربان گاہ پر اپنی حکومت کے دوام کے لئے قربان کر دیا۔ اس عرصے میں شام میں مذہبی سرگرمیاں صرف موذن کی اذان اور نماز جنازہ کی رسومات کی ادائیگی تک رہ گئی تھیں۔ باقی پورے ملک اور نظام پر اشتراکیت کے منحوس سائے پڑ گئے تھے۔ شروع ہی سے پورا ملک "البعث" نامی پارٹی کو ٹھیکہ پر دیا گیا ہے۔ حافظ الاسد نے تیس سال کا زمانہ ریفرنڈمز، سازشوں، جبر و استبداد اور

اسرائیل کی مخالفت کے سہارے کاٹا۔ اب یہی "دستور" ان کے بیٹے بشارالاسد کیلئے بھی ٹھہرا ہے۔ آپ بھی اپنے والد کی طرح پانچ سال کیلئے صدارتی الیکشن میں بھاری اکثریت سے کامیاب ہو چکے ہیں۔ اور بظاہر اب اقتدار کا تاج تاحیات آپ کے سر پر جگمگاتا رہے گا۔ اور پھر اس کے بعد حسب سابق آئندہ نسلوں کو یہ منتقل ہوتا رہے گا۔ یہ سب کچھ "جمہوریت" کے نام پر ہو رہا ہے۔ اور پھر یوں کہیے کہ ماشاء اللہ "جمہوری دور" میں ہو رہا ہے لیکن دنیا بھر کے "جمہوریت کے چیمپئن" یہ دھاندلی' جبر واستبداد' شخصی اور خاندانی اقتدار اپنے مفادات کی تکمیل کیلئے برداشت کر رہے ہیں۔ حافظ الاسد اس گناہ میں تنہا نہیں تھا بلکہ اسکے ساتھ مصر کے حسنی مبارک' عراق کے صدام حسین اور لیبیا کے قذافی وغیرہ جیسے حکمران کئی عشروں سے نام نہاد پانچ سالہ انتخابات اور ریفرنڈمز کے ذریعے عوام واقتدار پر قابض ہیں اور تقریباً ان تمام ممالک میں اشتراکی یا البعث ٹائپ کی پارٹیوں کی حکمرانی رہی ہے اور انکی نااہل اولادیں بھی ابھی سے آئندہ کیلئے نامزد ہو گئی ہیں۔ اور باقی دیگر عرب ممالک پر "ماشاء اللہ" بادشاہت کا خاندانی تسلط تو پہلے ہی سے موجود ہے۔

آج اسی تسلط اور خاندانی اقتدار کے باعث ملت مسلمہ تباہی کی جانب گامزن ہے۔ اگر اسلام میں آمریت اور خاندانی اقتدار جارلویت ہوتی تو حضور ﷺ اس کا اہتمام اپنے خاندان سے کرتے۔ اسلام ملوکیت کا سب سے بڑا مخالف ہے۔ اور اسلیئے اس نے معاشرے کو تباہی سے بچانے کیلئے خلافت کا منصفانہ اور جمہوری راستہ اپنانے کو کہا ہے۔

اتفاق سے ان تمام ممالک میں راقم کو نہ صرف جانے کا بلکہ ان حکومتوں کا اقتدار اور معاشرے کو قریب سے دیکھنے کا بھی وقت ملا ہے۔ شام کی ایسی کون سی گلی اور سڑک نہ ہوگی یا ایسا کون سا پتھر نہ ہوگا جس پر حافظ الاسد اور اس کے بیٹوں کی قد آور تصاویر یا حمایتی نعرے درج نہ ہوں۔ خصوصیت کے ساتھ یہ نعرہ ہر جگہ پڑھنے کو ملتا ہے قایدنا الی الابد حافظ الاسد ۔ پھر اسد کی موت کے بعد چالیس روزہ ماتمی پروگراموں میں لا الہ الا اللہ حافظ الاسد حبیب اللہ کا محرف کفریہ کلمہ شام کے ٹیلی ویژن سے برابر گونجتا رہا جسے تمام عالمی اسلام اور دیگر دنیا نے دیکھا اور سنا۔ اس سے ان کے مسخ عقائد کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

شام میں کوئی بھی شخص حکمرانوں کے خلاف مخالفانہ رائے کا اظہار نہیں کر سکتا۔ وہاں ایجنسیوں کا ایک ایسا مربوط نظام ان آمر حکمرانوں نے قائم کیا ہوا ہے کہ گھر میں میاں بیوی اور باپ بیٹوں کے درمیان بھی کوئی نہ کوئی ایجنسی کا اہل کار اوذ ہوگا۔ ملک کے تمام شہری سہمے ہوئے گھبرائے اور گھٹن کے ماحول میں جی رہے ہیں۔ البتہ دنیائے عرب کے ان تمام آمر حکمرانوں نے اس گھٹن کو کم کرنے کیلئے سرکاری طور پر عیاشی' فحاشی' کھیل تماشوں کے ذریعے رعایا کو "خوش" رکھا ہوا ہے۔ عالم عرب اور مسلم معاشرے کے زوال میں بیسویں صدی کے ان حکمرانوں نے بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ معلوم نہیں کہ عالم اسلام کو ان نااہل حکمرانوں سے کب نجات ملے گی۔ اور کب مسلمانوں کو حقیقی آزادی میسر ہوگی۔